ایک ھی مسجدمیں یاعیدگاہ میں نمازعیدکی دومرتبہ جماعت کرنے کاحکم

نیازمند:

خلیفۂ تاج الشریعہ ومحدث کبیر دامت معالیھم

محمدذوالفقارخان نعیمی ککرالوی

نوری دارلافتاء مدینہ مسجدمحلہ علی خاں

کاشی پور اتراکھنڈ

کیافرماتے ہیں علمائے کرام درج ذیل مسئلہ میں

مسجد کے امام صاحب نے نمازعید پڑھائی ،چھت پر جونمازی تھے ان تک مکبر کی آوازنہیں پہنچی اوراس طرح ان کی نمازچھوٹ گئی۔تو کیااس کے بعددوسری جماعت اسی مسجد میں کسی اورکوامام بناکرادا کی جاسکتی ہے یانہیں؟

کچھ مفتیان کرام نے کہادوسری نمازادا کی جائے اورکچھ نے منع کیااورکہاکہ عیدگاہ میں یاکہیں اوراگرنمازمل سکتی ہےتو وہاں اداکریں ورنہ دوسری جماعت نہ کریں۔شریعت کی روشنی میں جوحکم ہو بیان فرمائیں اورعنداللہ ماجورہوں۔

المستفتی :محمدمنورالقادری محلّہ علی خاں کاشی پور

الجواب بعون الملک الوھّاب

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرّحیم نحمدہ ونصلّی علیٰ حبیبہ الکریم

ایسی صورت میں کہ امام معین نے نمازپڑھادی ہو، اورآوازنہ پہنچنے کے سبب اوپروالوں کی نمازچھوٹ گئی توانہیں دوسری جماعت اسی مسجد میں کرنے کاحکم نہیں تھا۔ان نمازیوں کوچاہئے تھاکہ جب عیدگاہ اوردوسری مساجدمیں ابھی نمازکاوقت تھاتو وہیں چلے جاتے۔جن مفتی حضرات نے دوبارہ جماعت کرنے سے منع کیااوردوسری مسجدیاعیدگاہ میں جانے کوکہا،انہوں نے درست کہا۔فقہاءوعلماءکرام کابھی یہی حکم ہے۔کہ نمازعیداگرکسی سبب سے مسجدمیں مقررہ امام کےساتھ نہ اداکرسکیں تودوسری مسجدمیں چلے جائیں۔دوسری جماعت اسی مسجدمیں کرنے کی اجازت نہیں ہے۔اوراس کی علت یہ ہے کہ عیداور جمعہ کی امامت کے لئے سلطان اسلام،یاماذون یاعوام الناس کامنتخب کردہ امام شرط ہے۔ان کے سواکسی اورکو پڑھانے کی اجازت نہیں ہے۔

خواہ امام حافظ قاری ہی ہو۔امام معین کے نمازعید پڑھالینے کے بعدوقتی طور پردس بیس سوپچاس

لوگوں کے کہنے سے کسی کوعیداور جمعہ کاامام نہیں بنایاجاسکتاہے۔

اس مسئلہ میں درج ذیل باتیں خاص طور پرقابل غور ہیں۔جن پرآگےتفصیلی بحث کی جائے گی۔

(۱)عید کی نمازاگرامام معین نے پڑھادی ہےاورکچھ لوگ تاخیر کےسبب رہ گئے یاوہ نماز میں تھے مگران کی نمازکسی سبب فاسد ہوگئی تو وہ کیاکریں؟

(۲)وقت باقی ہےتو کیاباقی ماندہ حضرات امام معین کےنماز پڑھانے کے بعداسی مسجد میں دوسری جماعت کرسکتے ہیں؟

(۳)نماز پنجگانہ کی طرح کیاعید کی بھی جماعت ثانیہ کی اجازت ہے۔

(۴)اگردوسری جماعت کی جائےتوامام کسے بنایاجائے۔

(۵)اگراپنی مرضی سے کسی کوامام بناکرکےنمازاداکریں توکیاشرعاًایساکرنے کی اجازت ہے؟

مذکورہ بالامسائل کی باالترتیب تفصیل ملاحظ کریں۔

پہلی صورت میں حکم شرع یہ ہے کہ اگرمقررہ امام نے ازروئے شرع نمازدرست پڑھادی ہواورایک شخص یاکچھ لوگ نماز سے رہ گئے ہوں تووہ عیدگاہ وغیرہ دوسری جگہ نمازاداکرنے کی کوشش کریں۔اگروہاں بھی نمازنہ پڑھ پائیں خواہ کسی سبب سے ہوتوپھرانہیں نمازعیدپڑھنے کاحکم نہیں ہے بلکہ فقہاے کرام نے انہیں چاشت کی چاررکعت نمازپڑھنے کاحکم دیاہے۔

تبیین الحقائق میں ہے:

”أن الإمام لو صلاها مع جماعة وفاتت بعض الناس لا يقضيها من فاتته إذا خرج الوقت، وكذلك فى الوقت“

امام نے نماز پڑھادی جماعت کےساتھ اورکچھ لوگوں کی نمازچھوٹ گئی تو وہ وقت میں یااس کے بعداس کی قضانہیں کریں گے۔“[تبیین الحقائق شرح کنزالدقائق، ۱/۲۲۶،باب صلاۃ العید]

دررالحکام شرح غررالاحکام میں ہے۔

”أن الإمام صلاها مع جماعة وفاتت بعض الناس لا يقضيها فى الوقت وبعده“

امام نے نماز پڑھادی جماعت کےساتھ اورکچھ لوگوں کی نمازچھوٹ گئی تو وہ وقت میں یااس کے بعداس کی قضانہیں کریں گے۔“[دررالحکام شرح غررالاحکام ،۱/۱۴۴]

فتاوی عالمگیری میں ہے:

”لو صلاها مع الجماعة وفاتت بعض الناس لا يقضيها من فاتته خرج الوقت أو لم يخرج“

اگرامام نے جماعت کےساتھ نماز پڑھادی اوربعض لوگوں کی نمازچھوٹ گئی توجن کی نمازچھوٹی ہےوہ قضانہیں کریں گےوقت نکل گیاہو یانہ نکلا ہو۔“

[فتاوی عالمگیری ،۱/۱۵۲،۱۵۳ ،باب صلاۃ العیدین]

تبیین الحقائق شرح کنزالدقائق،دررالحکام شرح غررالاحکام اورفتاوی عالمگیری کی عبارت سے صراحتاًیہ ثابت ہوتاہےکہ اگرایک شخص یاایک سےزیادہ لوگوں کی نمازعید کی جماعت چھوٹ گئی ہو تووقت باقی ہویانہ ہووہ اب قضانہیں کریں گے۔لیکن فقہ کی دوسری کتابوں میں دوسرے مقام پرامام مقررومعین کے پیچھے اگرنمازمل سکتی ہوتووہاں اداکرنے کاحکم دیاگیاہے بصورت دیگرنمازچاشت اداکرنےکا۔ملاحظہ کریں:

بحرالرائق میں ہے:

”(قوله :ولم تقض إن فاتت مع الإمام) فمراده نفى صلاتها وحده وإلا فإذا فاتت مع إمام وأمكنه أن يذهب إلى إمام آخر فإنه يذهب إليه؛ لأنه يجوز تعدادها فى مصر واحد فى موضعين وأكثر اتفاقا إنما الخلاف فى الجمعة وأطلقه فشمل ما إذا كان فى الوقت أو خرج الوقت، وما إذا لم يدخل مع الإمام أصلا أو دخل معه وأفسدها فلا قضاء عليه أصلا.

ان کاقول کہ قضانہیں کرےگااگرامام کےساتھ فوت ہوگئی۔تواس سے مرادتنہااس کی نمازکاچھوٹ

جاناہے اگرامام کے ساتھ چھوٹ گئی(مطلب نمازادا کرچکاہے اس نے نہیں ادا کی)اوراگردوسرے امام کی طرف جاناممکن ہوتووہاں جائے کیوں کہ نمازعیدکاایک ہی شہرمیں دواوراس سے زیادہ مقامات پرہونا جائزہے بالاتفاق۔البتہ جمعہ میں اختلاف ہے۔اوران کااسے مطلق رکھنااس لئے کہ وہ اس حکم کوشامل ہے کہ کام وقت میں ہویاوقت نکل گیاہو۔اورجب امام کے ساتھ بالکل شامل نہیں ہوایاشامل ہواہولیکن نمازفاسدکردی ہوتواس پر بالکل قضانہیں ہے۔'' [بحرالرائق شرح کنزالدقائق،۲/۲۸۳،۲۸۴صلاۃ العیدین]

مراقی الفلاح میں ہے:

'' فإن شاء انصرف وإن شاء صلى نفلا والأفضل أربع فيكون له صلاة الضحى''

تواگرچاہے(دوسری جگہ)پڑھ لےاوراگرچاہےتونفل نمازاداکرلےاورافضل یہ ہے کہ چاررکعت نمازپڑھ لےتاکہ نمازچاشت ہوجائے۔''

[مراقی الفلاح شرح نورالایضاح،باب صلاۃ العیدین،۱/۲۰۳]

حاشیہ طحطاوی میں ہے:

ولو قدر بعد الفوات مع الإمام على إدراكها مع غيره فعل للاتفاق على جواز تعددها ''

اگرایک امام کےساتھ فوت ہونے کے بعددوسرے امام کےساتھ نمازاداکرسکتاہوتو نمازی وہاں چلاجائے کیونکہ متعددمقامات پرعیدکےجوازپراتفاق ہے۔''

[حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح،ص ۵۳۵]

درمختارمیں ہے:

'لو امكنه الذهاب الى امام آخر فعل لانها تؤدى بمصر واحد بمواضع كثيرة ''

اگردوسرے امام کی طرف جاناممکن ہوتوجائے کیوں کہ ایک شہرمیں کئی جگہ نمازعیدادا کی جاسکتی ہے۔''[الدرالمختار،۳/۵۹،باب العیدین]

شدیدبارش کے سبب بعض اہل شہرکی نمازعیدچھوٹ جانے پرجماعت ثانیہ سےمتعلق ایک سوال کاتفصیلی جواب دیتے ہوئےحضوراعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

''اگرمقررکردہ امام سب پڑھ چکےاوربعض لوگ رہ گئےتویہ بیشک نہیں پڑھ سکتے نہ آج نہ کل''

[فتاوی رضویہ قدیم،۳/۸۰۵]

حضوراعلیٰ حضرت کی اس عبارت پرتبصرہ کرتے ہوئےمفتی عبدالحق صاحب رضوی مفتی اشرفیہ مبارکپور،لکھتے ہیں:

''اللہ عزوجل سیدی اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیزکواسلام اورمسلمین کی طرف سے بہترین جزاعطافرمائے کہ میں اپنی اس تحریرمیں جوکچھ کہناچاہتاتھا،آقائے نعمت سیدی اعلیٰ حضرت نے اپنےفتوی مبارکہ کےاخیرکی چندسطروں میں وہ سب کچھ کہہ دیایعنی وہ مسلمان جوجمعہ وعیدین کی پہلی جماعت میں شریک نہیں ہوسکے ہیں اوران باقی ماندہ لوگوں میں کوئی مقررکردہ امام جمعہ وعیدین بھی ہے تودوسری جماعت کی امامت وہی مقررکردہ امام جمعہ وعیدین کرے گا اوراگرمقررکردہ سارے امام پڑھ چکے ہیں توایسی صورت میں باقی ماندہ لوگ اگرجمعہ ہے توتنہاتنہااپنی ظہرپڑھیں گےاوراگرعیدین ہےاس کی قضانہیں۔لہٰذاترک واجب کی وجہ سے بارگاہ الٰہی میں توبہ واستغفارکریں گے۔بہتریہ ہے کہ یہ لوگ چاررکعت چاشت کی نمازپڑھیں''

[ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور،اکتوبر۲۰۱۶ءص۱۱]

صدرالشریعہ فرماتے ہیں۔

''امام نے نمازپڑھ لی اورکوئی شخص باقی رہ گیاخواہ وہ شامل ہی نہ ہواتھایاشامل توہوامگراس کی نمازفاسدہوگئی تواگردوسری جگہ مل جائے پڑھ لے ورنہ نہیں پڑھ سکتا، ہاں بہتریہ ہے کہ یہ شخص چاررکعت چاشت کی نمازپڑھے''[بہارشریعت،حصہ چہارم،ص۷۸۳]

بحرالرائق ،مراقی الفلاح،حاشیہ طحطاوی،اوربہارشریعت کی مندرجہ بالاعبارات سے ثابت ہواکہ اگرامام معین کےساتھ نمازعیدنہ اداکرسکاتودوسرے کسی امام کے پیچھے نمازاداکرے۔نیزبحرالرائق اوردرمختارسے یہ بھی پتہ چلاکہ نمازعیدشہرمیں کئی مقامات پرہوسکتی ہے۔اورفتاوی رضویہ سے یہ مسئلہ بھی واضح ہوگیاکہ اگرشہرکےسبھی مقررکردہ امام نمازسے فارغ ہوگئے ہوں توپھرنمازعیداداکرنے کاحکم نہیں ہے۔البتہ ایک ہی مقام پرنمازعیدکی امام معین اورامام غیرمعین کےساتھ دوجماعتوں کی اجازت کتب فقہ میں صراحتاًکہیں نظرسے نہیں گزری۔بعض کتب میں اجمالی طورپردوجماعت کاذکرہےمگرمشروط ہے۔جس کی تفصیل ان شاءاللہ آگےآپ ملاحظہ کریں گے۔

یہاں تک یہ ثابت ہواکہ اگرایک یاایک سے زیادہ لوگوں کی نمازعیدچھوٹ جائے تووہ کوشش کریں کہ کسی اورمسجدمیں امام معین کے پیچھے اداکرلیں۔ورنہ نمازنفل چاررکعت بشکل چاشت اداکرلیں۔اب رہامعاملہ یہ کہ جس طرح نمازپنجگانہ میں جماعت کے بعددوسری جماعت کی اجازت ہےتوکیاوہ اجازت نمازعیدکے لئےبھی ہوگی۔اورجس طرح کسی بھی نیک لائق امامت شخص کونمازپنجگانہ میں نمازکے لئے کھڑاکردیتے ہیں کیانمازعیدمیں بھی کرسکتے ہیں؟تواس کاجواب یہ ہے،**کہ امام معین کے نمازعیدپڑھالینے کے بعدجماعت ثانیہ اسی مسجدمیں جائزنہیں ہے۔البتہ امام معین کے نمازپڑھالینے کے بعدنمازپنجگانہ کی جماعت ثانیہ چندقیودکے ساتھ بلاکراہت جائزہے۔اورکم پڑھے لکھے لوگوں کویہیں مغالطہ ہوتاہے۔وہ نمازپنجگانہ کے حکم کونمازعیدوجمعہ پربھی منطبق کردیتے ہیں۔حالانکہ نمازعیداورنمازجمعہ کاحکم نمازپنجگانہ سے بہت جداگانہ ہے۔نمازپنجگانہ میں کسی بھی شخص کوامام بناکرجماعت اداکرسکتے ہیں۔مگرعیداورجمعہ کی نمازمیں ایسانہیں ہے۔وہاں توجماعت کے لئےامام،بادشاہ اسلام ہو،یااس کانائب وماذون ہویاپاقاضی شرع ہوجسےعلماءنے قاضی ماناہویہاں قاضی سےعوام کامنتخب قاضی مرادنہیں ہے۔یااعلم علمائے بلدیعنی شہرکےسبھی عالموں میں سب سے زیادہ علم والاعالم ہو،اگریہ**

سب نہ ہوتووہ بمجبوری عامہ مسلمین نے جسے متفقہ امام مقررکیاہوا،بس اسی کوعیداورجمعہ پڑھانے کی اجازت ہے۔اس کے ہوتے ہوئے یااس کے نمازپڑھالینے کے بعدوقتی طورپرکسی کوامام منتخب کرلینااوراس کے پیچھے نمازعیدوجمعہ اداکرناہرگزہرگزجائزنہیں ہے۔یہ سب بخوبی جانتے ہیں کہ ایک عیدگاہ میں یاایک مسجدمیں بس ایک ہی امام معین ومقررکیاجاتاہے جسے سب جانتے ہیں کہ اس مسجدکاامام فلاں شخص ہے ۔کیوں کہ اس کاتقررہوچکاہوتاہے۔توشرعی ضابطہ یہی ہے کہ بس نمازعیدوجمعہ پڑھانے کاحق اسی کوحاصل ہے۔اگروہ پڑھادےتوپھرکسی کواجازت نہیں ہے۔ہاں البتہ سلطان اسلام وغیرہ جن کاذکراوپرہواوہ اس وقت کسی کوامام مقررکریں تواجازت ہوگی۔لیکن سوپچاس لوگ وقتی یوں ہی کسی کوجماعت ثانیہ کے لئے کھڑاکردیں اوراسے امام بنالیں شرعاًاس کی اجازت نہیں ہوگی۔

یہاں یہ بھی باورکرادیں کہ نمازعیدوجمعہ دونوں کاحکم ایک ہےنمازعیدکی سوائے خطبہ کے وہی شرائط ہیں جونمازجمعہ کی ہیں۔

جیساکہ فتاوی عالمگیری میں ہے:

''ويشترط للعيد ما يشترط للجمعة إلا الخطبة''

نمازعیدکے لئےوہی شرائط ہیں جونمازجمعہ کے لئے ہیں سوائےخطبہ کے۔''

[فتاوی عالمگیری ،۱/۱۵۰،باب صلاۃ العیدین]

لہٰذانمازعیداورجمعہ کی پہلی جماعت ہویادوسری جماعت،اس کے لئےمشروط امام ہی ضروری ہے اوراگرایسانہیں ہےتونہ پہلی جماعت ہوگی اورنہ دوسری۔

علاوہ ازیں ایک جماعت امام معین پڑھالے تودوسراامام عموماًمساجدمیں معین نہیں ہوتاتواس کونمازعیدوجمعہ کاحق امامت حاصل نہیں ہوگا۔اورجب حق حاصل نہیں ہوگا تووہ پڑھانہیں سکتااورجب وہ پڑھانے کااہل ہی نہیں تواس کے پیچھےنمازکیوں کرہوسکتی ہے؟

اور جب نماز نہیں ہوسکتی تو جماعت کی اجازت کیسے مل جائے گی۔

نماز عیداور جمعہ کے لئے امام کی کیا شرائط ہیں اور امام معین کے نماز پڑھانے کے بعد نماز عید کی جماعت کے لئے کون سا امام نماز پڑھا سکتا ہے اور کب نماز ثانی پڑھی جاسکتی ہے اور کب نہیں۔ کتب فقہ کی درج ذیل عبارات میں تفصیل ملاحظہ کریں:

حاشیہ طحطاوی میں ہے:

قوله" :لا تتم بدون الإمام أى السلطان أو مأموره "أى وقد صلاها الإمام أو مأموره فإن كان مأمورا بإقامتها له أن يقيمها"

اوران کا قول کہ امام یعنی سلطان اسلام یا اس کے مامور کے بغیر نماز پوری نہیں ہوسکتی۔ یعنی امام یا اس کے نائب نے نماز پڑھادی پس اگر وہ امامتِ عید کے لئے مامور تھا تو وہ اسے پڑھا سکتا ہے۔" [حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح، ص ۵۳۵]

بدائع الصنائع میں ہے:

"فلا يجوز أداؤها إلا بتلك الصفة؛ ولأنها مختصة بشرائط يتعذر تحصيلها فى القضاء، فلا تقضى كالجمعة ولكنه يصلى أربعا مثل صلاة الضحى إن شاء؛ لأنها إذا فاتت لا يمكن تداركها بالقضاء لفقد الشرائط"

نماز عید ا کا ادا کرنا جائز نہیں ہے مگر اسی طرح سے (جس طرح مشروع ہے، کہ جماعت ہو، سلطان اسلام، ماذون یا امام معین ہو) کیوں کہ نماز عید چند شرائط کے ساتھ مختص ہے اس کا حصول قضا میں دشوار ہے۔" [بدائع الصنائع فى ترتيب الشرائع، ۱/۶۲۴، باب صلاة العيدين]

محیط برہانی میں ہے:

"علماؤنا رحمهم الله قالوا :لا يجوز إقامتها إلا بشرائط مخصوصة منها الإمام، فإذا فاتت مع الإمام فقد عجز عن قضائها، فلا يلزمه القضاء"

ہمارے علماء نے، اللہ ان پر رحمت نازل فرمائے، فرمایا نماز عید کا قائم کرنا جائز نہیں ہے مگر مخصوص

شرائط کے ساتھ ان میں سے ایک امام کا ہونا بھی ہے۔ تو جب امام کی نماز کے ساتھ اس کی نماز چھوٹ گئی تو وہ قضا سے عاجز ہوگیا تو اس پر قضا لازم نہیں ہے۔" [محیط برہانی، ۲/۱۱۲]

مراقی الفلاح میں ہے:

"ومن فاتته الصلاة "فلم يدركها "مع الإمام لا يقضيها "لأنها لم تعرف قربة إلا بشرائط لا تتم بدون الإمام أى السلطان أو مأموره"

جس نے نماز امام کے ساتھ نہیں پائی تو وہ قضا نہیں کرے گا کیوں کہ وہ مشروع نہیں ہے مگر شرائط کے ساتھ۔ نہیں پوری ہوگی بغیر امام کے یعنی سلطان یا اس کے مامور کے بغیر"

[مراقى الفلاح شرح نورالايضاح، باب صلاة العيدين، ۱/۲۰۳]

حضور اعلیٰ حضرت نماز عید و جمعہ میں امام سے متعلق شرائط بیان کرتے رقم طراز ہیں:

"جمعہ وعیدین کی امامت مثل نماز پنجگانہ نہیں کہ جسے چاہئے امام کردیجئے بلکہ اُس کے لئے شرط لازم ہے کہ امام ماذون من جہتہ سلطان الاسلام ہو بلاوسطہ یا بالواسطہ کہ ماذون کا ماذون ہو یا ماذون الماذون کا ماذون ہو۔" [فتاوی رضویہ قدیم، ۳/۷۰۸]

مزید فرماتے ہیں:

"نمازِ عید مثل نماز جمعہ ہے نمازِ پنجگانہ کی طرح نہیں جن میں ہر شخص صالح امامت کرسکتا ہے، عیدین اور جمعہ کے لئے شرط ہے کہ امام خود سلطانِ اسلام ہو یا اُس کا نائب یا اس کا ماذون، اور نہ ہو تو بضرورت جسے عام مسلمانوں نے امامتِ جمعہ وعیدین کے لئے مقرر کیا ہو"

[فتاوی رضویہ قدیم، ۳/۸۰۶]

اور لکھتے ہیں:

"جمعہ وعیدین کی امامت پنجگانہ کی امامت سے بہت خاص ہے، امامت پنجگانہ میں صرف اتنا ضرور ہے کہ امام کی طہارت و نماز صحیح ہو، قرآن عظیم صحیح پڑھتا ہو، بدمذہب نہ ہو، فاسق معلن نہ ہو، پھر جو

کوئی پڑھائے گا نماز بلاخلل ہوجائے گی بخلاف نماز جمعہ وعیدین کہ ان کے لئے شرط ہے کہ امام خود سلطان اسلام ہو یا اس کا ماذون، اور جہاں یہ نہ ہوں تو بضرورت جسے عام مسلمانوں نے جمعہ وعیدین کا امام مقرر کیا ہو کما فی الدر المختار وغیرہ، دوسرا شخص اگر ایسا ہی عالم وصالح ہو ان نمازوں کی امامت نہیں کرسکتا اگر کرے گا نماز نہ ہوگی" [فتاوی رضویہ قدیم، ۳/۸۰۱]

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

"نماز جمعہ وعیدین مثل عام نمازوں کے نہیں کہ جسے امام کردیا نماز ہوگئی ان کے لئے ضرور ہے کہ امام خود سلطان اسلام ہو یا اس کا مقرر کردہ، اور یہ نہ ہوں تو بضرورت وہاں کے عام مسلمانوں نے جسے امامت جمعہ کے لئے معین ومقرر کیا ہو، تو ان تینوں جماعتوں میں جس کا امام امامِ معین ومقرر کردہ جمعہ تھا اس کی اور اس کے مقتدیوں کی نماز ہوگئی باقیوں کی نہیں، اور اگر کسی کا امام ایسا نہ تھا تو کسی کی نہ ہوئی" [فتاوی رضویہ قدیم، ۳/۷۲۳]

اور لکھتے ہیں:

"جمعہ وعیدین وکسوف میں ہر شخص امامت نہیں کرسکتا بلکہ لازم ہے کہ سلطانِ اسلام کا مقرر کردہ یا اُس کا ماذون ہو، ہاں جہاں یہ نہ مل سکیں تو بضرورت عام اہل اسلام کسی کو امام مقرر کرلیں، صورتِ سوال میں جبکہ سلطنتِ اسلام سقى الله تعالىٰ عهدها سے بحکم حاکم شرع وہاں جمعہ قائم اور امامت خاندان ایام قدیم میں مستمر ودائم ہے تو امام خود ماذون من جانب السلطان ہے، اس کے ہوتے بلامجبوری شرعی عام مسلمانوں کو بھی امام جدید قائم کرنے کا اختیار نہیں۔

لان الخيرة لهم انما يكون عند الضرورة لفقد الماذون فاذا وجد فلا ضرورة فلا خيرة

(انھیں اختیار ضرورت کے وقت ہے جب مامور نہ ہو اور جب مامور ہے تو اب ضرورت نہیں لہذا اختیار بھی نہ ہوگا۔)" [فتاوی رضویہ قدیم، ۳/۷۰۷]

اگر عید کی نماز ایک عیدگاہ میں دو الگ الگ امام پڑھائیں یعنی ایک عیدگاہ میں عید کی دو جماعتیں ہوں یا مسجد میں دو امام دو جمعہ پڑھائیں تو کیا اس کی اجازت ہوگی اس تعلق سے حضور اعلیٰ حضرت رقم طراز ہیں:

"ظاہر ہے کہ ایک مسجد میں ایک نماز کے لئے دو (۲) شخص امام مقرر نہیں ہوتے تو جو ان میں مقرر نہیں ہے اسکی اور اس کے پیچھے والوں کی نماز نہ ہوگی" [فتاوی رضویہ قدیم، ۳/۸۰۶]

مزید فرماتے ہیں:

"اور مسجد واحد کے لئے وقتِ واحد میں دو امام کی ہرگز ضرورت نہیں، تو جب پہلا امام معیّن جمعہ ہے دوسرا ضرور اُس کی لیاقت سے دور ومہجور تو اُس کے پیچھے نماز جمعہ باطل ومحذور"

[فتاوی رضویہ قدیم، ۳/۷۰۸]

عبارات مذکورہ سے صاف حکم معلوم ہوا کہ ایک عیدگاہ میں یا ایک مسجد میں دو امام مقرر نہیں ہوتے تو جو مقرر ومعین ہوگا اس کی نماز ہوجائے گی اور جو مقرر ومعین نہ ہو تو اس کی اور اس کے پیچھے پڑھنے والوں کی نماز نہیں ہوگی۔ ایک عیدگاہ میں دو اماموں کی جماعت کے جواز کا حکم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اگر دونوں امام ماذون با قامت نماز عید تھے تو دونوں نمازیں جائز ہوگئیں"

[فتاوی رضویہ قدیم، ۳/۸۰۳]

اور جب دونوں امام شرعاً ماذون ہوں تو ان کی پڑھائی ہوئی نماز ہوجائے گی۔ لوگوں کو اس سے بھی مغالطہ ہوجاتا ہے کہ فتاوی فیض الرسول وغیرہ فتاوی میں نماز جمعہ وعید کے بارے میں سوال کے جواب میں اجمالی حکم بیان کرتے ہوئے کہیں کہیں بس اتنا ہی لکھا گیا ہے۔ اور اس کو سمجھے بغیر لوگوں سے کہہ دیا جاتا ہے کہ فیض الرسول میں لکھا ہوا ہے کہ نماز ہوجائے گی ماذون با قامت کو بالکل حذف کرجاتے ہیں، حالاکہ یہ ہر صاحب علم جانتا ہے کہ جہاں صرف ماذون با قامت

لکھاہوا ہے وہاں ماذون سے نماز جمعہ وعید قائم کرنے کا شرعی جواز رکھنے والا مراد ہے۔جس کی تفصیل گزر چکی۔

علاوہ ازاں عید وجمعہ چوں کہ شرائط کے اعتبار سے یکساں ہیں سوائے ایک شرط خطبہ کے،اس لئے ہم کچھ مسائل جماعت جمعہ کے ایک ہی مسجد میں دوبار ہونے کے جواز وعدم جواز سے متعلق نقل کرتے ہیں۔تاکہ جمعہ کے ضمن میں مقام واحد میں متعدد نماز عید ہونے کا بھی حکم واضح ہوجائے۔حضور اعلیٰ حضرت جمعہ وعیدین میں امام کے تقرر کی شرائط اور ایک مسجد میں ایک ہی نماز جمعہ کے لئے دو امام ہونے اور ایک مسجد میں دوبار جمعہ ہونے کا حکم بیان کرتے ہوئے حضور اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں:

''امامت جمعہ وعیدین ہر کس نتواں کرد بلکہ واجب ست کہ سلطانِ اسلام یا ماذون او باشد و بضرورت آنکہ مسلمان اور امام جمعہ مقرر کردہ باشند وشک نیست کہ یک مسجد را دو امام جمعہ کہ اقامت جمعہ واحدہ کنند نباشند پس در مسجد واحد دوبار جمعہ نتواں شد چوں بعض مردماں ایں جا جمعہ نیابند بمسجدے دیگر اگر یابند روند کہ تعدد جمعہ در شہر مذہب مفتی بہ رواست ہمچناں اگر امامے معین برائے امامتِ جمعہ یابند و در غیر مسجد در شہر یا فنائیشہر ادا کنند نیز روا باشد زیرا کہ مسجد شرط جمعہ نیست جمعہ وعیدین کی امامت ہر کوئی نہیں کرواسکتا بلکہ واجب ہے کہ وہ سلطانِ اسلام یا اس طرف سے مامور ہو،البتہ ضرورت کے پیش نظر مسلمان امامِ جمعہ مقرر کرسکتے ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک مسجد میں ایک جمعہ کی اقامت کے لئے دو امام نہیں ہوسکتے لہذا ایک مسجد میں دوبار جمعہ نہیں ہوسکتا جب کچھ لوگ اس مسجد میں جمعہ نہ پاسکتے تو وہ دوسری مسجد میں چلے جائیں کیونکہ مفتی بہ مذہب کے مطابق شہر میں متعدد جگہ جمعہ ہوسکتا ہے،اسی طرح اگر مقرر امامِ جمعہ کو شہر یا فنائے شہر میں مسجد کے علاوہ پالیتے ہیں تو وہاں بھی جمعہ جائز ہوگا کیونکہ جمعہ کے لئے مسجد شرط نہیں''

[فتاوی رضویہ قدیم،۳/۷۰۵]

مزید فرماتے ہیں:

''اور پر ظاہر کہ کلام اُسی صورت میں ہے جبکہ پہلا جمعہ صحیح ادا ہولیا ورنہ مسجد واحد میں تعددِ جمعہ کہاں اور دُوسری مسجد میں اولویت کا کیا منشاء،تو ضرور ہے کہ پہلی نماز اسی نے پڑھائی جو اس مسجد میں اقامتِ جمعہ کا مالک تھا اب یہ دوبارہ وہیں جمعہ پڑھانے والا دو حال سے خالی نہیں یا اس مالکِ اقامت کے اذن سے پڑھائے گا یا بے اذن اول کی طرف راہ ممنوع کہ یہاں اذنِ مالک نہیں،مگر انابت اور بعد اس کے کہ آج کا جمعہ خود اصل پڑھا چکا اقامت شعار ہوچکی،جمعہ امروز میں انابت کے کوئی معنی نہیں کہ انابت تحصیل نا حاصل کے لئے ہوتی ہے نہ تحصیل حاصل کے واسطے نہ نائب ومنیب ایک امر میں جمع ہوسکیں اور آیندہ جمعہ کے لئے اذن جمعہ امروز کا اذن نہیں تو شق ثانی ہی متعین ہوئی اور جمعہ میں غیر امامِ جمعہ کی امامت بے اذن امامِ جمعہ باطل ہے''[فتاوی رضویہ قدیم،۳/۶۹۰]

لوگ کبھی کبھی کسی معمولی سی وجہ کو شرعی مجبوری کا نام دے کر ایک امام کے ہوتے ہوئے ایک اور نیا امام مقرر کرلیتے ہیں۔امام جدید قائم کرنے کے سلسلے میں شرعی مجبوری کیا ہوتی ہے اس کو بیان کرتے ہوئے حضور اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

''یہاں مجبوری شرعی یہ کہ امام ماذون خود نہ رہے یا اُس میں مذہب وغیرہ کے فساد پیدا ہونے سے قابلیت امامت معدوم ہوجائے اور اس خاندانِ ماذون میں کوئی اور بھی صالح امامت نہ ہو،جب ان صورتوں میں سے کچھ نہ تھا اس دوسرے شخص کی امامت نہ ہوئی اُس کے پیچھے نماز عید وجمعہ محض باطل ہوں گی وہ سخت گناہوں کا خود بھی مرتکب ہوگا اور اُتنے مسلمانوں کو بھی شدید معصیتوں میں مبتلا کردے گا وہ دوسری مسجد کا جمعہ حرام ہوگا اور ظہر کا فرض سر پر رہے گا۔اور عیدین میں نماز عید باطل ہوگی اُس کا پڑھنا گناہ ہوگا۔واجبِ عید سر پر رہ جائے گا تفریق جماعت تو وہاں کہی جائے کہ نماز

جمعہ یا عیدین اس کے پیچھے بھی صحیح ہوجائیں،جب یہاں سرے سے ہوئی ہی نہیں تو تفریق کیسی،بلکہ ابطال نماز ہے کہ سب سے سخت تر ہے''[فتاوی رضویہ قدیم،۳/۷۰۷]

عبارت مذکورہ میں حضور اعلیٰ حضرت نے صاف فرمادیا کہ بلاوجہ شرعی عام لوگوں کو بھی امام جدید منتخب کرنے کا حق نہیں ہے۔اور شرعی مجبوری کی بھی کیسی صراحت فرمائی''یہاں مجبوری شرعی یہ کہ امام ماذون خود نہ رہے یا اُس میں مذہب وغیرہ کے فساد پیدا ہونے سے قابلیت امامت معدوم ہوجائے اور اس خاندانِ ماذون میں کوئی اور بھی صالح امامت نہ ہو''بہت سے مقامات پر لوگوں نے جمعہ اور عید کے مسئلہ امامت کو خانگی معاملہ سمجھ لیا ہے جب چاہا،جیسا چاہا،کرلیا دس بیس سو پچاس لوگ اکٹھا ہوئے اور جماعت کرالی۔حضور اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

''مسلمانو!نماز حکمِ شرعی ہے احکامِ شرع کے مطابق ہی ہوسکتی ہے کوئی خانگی معاملہ نہیں کہ جس نے جب چاہا کرلیا،حکمِ شرعی یہ ہے کہ اقامتِ جمعہ کے لئے سلطانِ اسلام یا اُس کا نائب یا اُس کا ماذون شرط ہے اور جہاں سلطانِ اسلام نہ ہو عالم دین فقیہ معتمد اعلم اہل بلد کے اذن سے امامِ جمعہ وعیدین مقرر ہوسکتا ہے اور جہاں یہ بھی نہ ہو تو بمجبوری جسے وہاں کے عامہ مسلمین انتخاب کرلیں وُہ امامت جمعہ یا عیدین کرسکتا ہے ہر شخص کو اختیار نہیں کہ بطورِ خود یا ایک دو یا دس بیس یا سو پچاس کے کہے سے امامِ جمعہ یا عیدین بن جائے ایسا شخص اگرچہ اس کا عقیدہ بھی صحیح ہو اور عمل میں بھی فسق وفجور نہ ہو جب بھی امامتِ جمعہ وعیدین نہیں کرسکتا اگر کرے گا نماز اُس کے پیچھے باطل محض ہوگی کہ اُن تین طریقوں میں سے ایک وجہ کا امام یہاں شرطِ صحت نماز تھا جب شرط مفقود مشروط مفقود ولہذا صورتِ مسئولہ میں پہلے لوگوں کا جمعہ باطل محض ہوا اور دوسرے لوگوں کا صحیح''

[فتاوی رضویہ قدیم،۳/۲۷۵]

اور فرماتے ہیں:

''یہ مسئلہ نہایت واجب الحفظ ہے،آج کل جُہّال میں یہ بلا بہت پھیلی ہوئی ہے کہ جمعہ یا نماز عید نہ ملی کسی مسجد میں ڈھائی آدمی جمع ہوئے۔اور ایک شخص کو امام ٹھہرا کر نماز پڑھ لی وہ نماز نہیں ہوتی۔اور اُس کے پڑھنے کا گناہ الگ ہوتا ہے۔عوام کے خیال میں یہ نمازیں بھی پنجگانہ کی طرح ہیں کہ جس نے چاہا امامت کرلی،حالانکہ شرعاً یہاں امام خاص اس طریق معیّن کا درکار ہے اُس کے بغیر یہ نمازیں ہو نہیں سکتیں''[فتاوی رضویہ قدیم،۳/۷۰۷]

کتب فقہ کی معتبر کتابوں سے خاص فتاوی رضویہ شریف سے یہ بات بالکل صاف ہوگئی کہ نماز عید غیر معین کے علاوہ کسی کو پڑھانے کی اجازت نہیں ہے۔اور اگر امام معین نے پڑھادی ہو اور لوگ نماز عید سے رہ گئے ہوں تو ان کو الگ سے کوئی امام کرکے جماعت کرنا جائز نہیں ہے۔مزید چند اور حوالے اردو فتاوی سے اس مسئلہ سے متعلق نقل کئے دیتے ہیں تاکہ لوگوں کو مسئلہ سمجھنے میں آسانی ہو۔ایک ہی جگہ نماز عید کی دو جماعتوں کا حکم بیان کرتے ہوئے حضور صدر الشریعہ فرماتے ہیں:

''نماز عید کے لئے بھی امام شرط ہے۔جس طرح جمعہ کے لئے اور امام سلطان اسلام ہوگا یا اس کا نائب یا قاضی اور جہاں یہ نہ ہوں تو عام لوگوں نے جس کو امام مقرر کرلیا ہو وہ نماز پڑھائے گا۔صورت مسئولہ میں جب کہ امام معین موجود ہے پھر دوسرے امام کو قائم کرنے کی ضرورت نہیں۔لہٰذا امام معین نے جو پڑھایا وہی صحیح ہے اور دوسری جماعت ناجائز''[فتاوی امجدیہ،۱۶۸]

نماز جمعہ اور عید کا حکم ہم پیچھے بیان کرآئے ہیں البتہ ایک حوالہ نماز جمعہ کے دوبار ہونے کے سلسلے میں اور پیش ہے۔اور اس مسئلہ میں نماز عید اور نماز جمعہ کا حکم ایک سا ہے جیسا کہ پیچھے گزر چکا۔

فتاوی شرعیہ میں ہے:

’’جمعہ کی نماز باجماعت ایک مسجد میں بروجہ مسنون ادا ہوجانے کے بعد پھر اسی مسجد میں جمعہ کی دوسری جماعت ناجائز ہے کیوں کہ نماز جمعہ کے لئے عوام کے منتخب امام کا ہونا شرط ہے اور دوسری جماعت میں یہ شرط مفقود ہے تو دوسری جماعت سرے سے ہوگی ہی نہیں۔ اذافات الشرط فات المشروط، جب شرط فوت ہوگئی تو مشروط بھی فوت ہوگیا۔ عامۃ المسلمین کو یہ حق پہنچتا ہے کہ چند افراد کو جماعت ثانیہ سے روکیں۔ [فتاوی شرعیہ،۳/۵۴۱،۵۴۲]

مفتی عبدالحق رضوی صاحب مفتی اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ جمعہ وعیدین کی جماعت ثانیہ سے متعلق اپنے ایک تفصیلی فتوی میں لکھتے ہیں:

’’ایک مسجد میں دو یا چند بارہ جمعہ وعیدین کی جماعت جائز و درست ہونے کے لئے ضروری ہے کہ مسجد کے ارباب حل وعقد ٹرسٹیان (متولی وغیرہ) پہلے ہی سے حسب ضرورت دو یا چند امام جمعہ وعیدین مقرر کردیں مقرر کردہ امام ہی نماز پڑھائے کوئی دوسرا نہ پڑھائے‘‘

[ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور، اکتوبر ۲۰۱۶ء ص ۹]

آگے لکھتے ہیں:

’’اگر صورت حال یہ ہے کہ جہاں مسلمانوں کی اتنی کثرت ہو کہ وہ سب بیک وقت مسجد میں سماہی نہیں سکتے اس مجبوری کے پیش نظر مسجد کے ارباب حل وعقد نے پہلے ہی سے حسب ضرورت دو یا چند امام جمعہ وعیدین مقرر کررکھے ہیں انہیں مقرر کردہ اماموں نے متعدد بار مسجد یا عیدگاہ میں جمعہ وعیدین کو پڑھایا...تو تعدد جمعہ وعیدین شرائط مذکورہ کے ساتھ الضرورات تبیح المحظورات اور دفع حرج کی وجہ سے جائز و درست ہے۔‘‘ [مرجع سابق، ص ۱۳]

ایک ہی مسجد میں اور ایک ہی مصلی پر تین اماموں کا تین بار نماز عیدالاضحیٰ پڑھانے سے متعلق

بحرالعلوم مفتی عبدالمنان اعظمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

’’نمازِ عید مثل نماز جمعہ ہے نمازِ پنجگانہ کی طرح نہیں جن میں ہر شخص صالح امامت کرسکتا ہے، عیدین اور جمعہ کے لئے شرط ہے کہ امام خود سلطانِ اسلام ہو یا اُس کا نائب یا ماذون، اور وہ نہ ہو تو بضرورت جسے عام مسلمانوں نے امامتِ جمعہ وعیدین کے لئے مقرر کیا ہو، ظاہر ہے کہ ایک مسجد میں ایک نماز کے لئے دو شخص امام مقرر نہیں ہوتے تو جو امام مقرر نہیں اس کے پیچھے والوں کی نماز نہ ہوگی۔ [فتاوی بحرالعلوم،۱/۵۵۵]

ایک عیدگاہ میں ایک سے زائد جماعتوں کا حکم بیان کرتے ہوئے

بحرالعلوم مفتی عبدالمنان اعظمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

’’متعدد جماعتوں کے امام اگر شرعی طور پر مقرر اور متعین تھے تو تمام جماعتوں کی نماز ہوگئی۔ اور اگر آج کل کے دستور کے مطابق مقررہ امام تو ایک ہی تھا بغیر جماعت کے لوگوں نے وقتی طور پر کسی صالح امامت کو آگے بڑھادیا اور نماز پڑھ لی تو ان کی نماز عید ادا نہ ہوئی‘‘

[فتاوی بحرالعلوم،۱/ ۳۰۷]

اور جو لوگ نماز پنجگانہ کی جماعت ثانیہ پر اس کو قیاس کرتے ہوئے حکم دے دیتے ہیں کہ محراب سے ادھر ادھر کھسک کر نماز پڑھ لو ہو جائے گی۔

بحرالعلوم فرماتے ہیں:

’’نہ ہی محراب سے ادھر ادھر کھسک کر پڑھنے سے نماز جائز ہوگی۔ جس نے یہ شگوفہ نکالا اس نے خلط مبحث کیا یہ مسئلہ پنجوقتی نماز کے بارے میں ہے۔

تو نماز عید پر اس مسئلہ کو جاری کرنا غلط ہے۔‘‘ [فتاوی بحرالعلوم،۱/ ۳۰۷]

بالجملہ: امام معین نے جب نماز عید پڑھادی تو جو لوگ باقی بچے ان کو کسی اور مسجد میں یا عیدگاہ میں نماز ادا کرنا چاہئے تھا۔ اسی مسجد میں غیر معین امام کے پیچھے نماز ادا کرنا ہرگز ہرگز جائز نہیں تھا۔ جن مفتیوں نے اس جماعت سے منع کیا اور عیدگاہ یا مسجد میں جانے کا مشورہ دیا انہوں نے بالکل ٹھیک کیا۔ اور جن مفتیوں نے دوسری جماعت ادا کرنے کا حکم دیا انہوں نے تصریحات ائمہ، عبارات فقہاء اور اقوال علماء کے خلاف کیا۔ ان کو کتابوں سے رجوع کر کے مسئلہ بتانا چاہئے تھا۔ اگر کتابیں دیکھ لیتے تو نماز عید کی جماعت ثانیہ کو نماز پنجگانہ کی جماعت ثانیہ نہ سمجھ بیٹھتے۔ اور لوگوں کی نماز عید ضائع نہ کراتے۔

هٰذاماعندی والعلم عندالله تعالیٰ.

کتبــه

محمدذوالفقارخان نعیمی

نوری دارالافتاء مدینہ مسجدمحلہ علی خان کاشی پور

۱۱/ذی الحجه ۱۴۳۸ھ

(علمائے کرام کی تصدیقات دستخط ومہر کے ساتھ)

هٰذاهو الحق فماذابعدالحق الاالضلال

فقیر محمد ایوب نعیمی غفرلہ

جامعہ نعیمیہ مرادآباد ۱۳/ذی الحجہ ۱۴۳۸ھ

الجواب صحیح محمد سلطان رضا نعیمی

هٰذاهو الحق والحق احق ان یتبع

محمد سلیمان نعیمی برکاتی

خادم التدریس والافتاء جامعہ نعیمیہ مرادآباد یوپی

الجواب صحیح والمجیب مثاب

اشتیاق احمد مصباحی

جامعہ فاروقیہ عزیز العلوم بھوجپور

۱۳/ذوالحجہ ۱۴۳۸ھ

بسم الله الرحمن الرحیم

ماشاء اللہ صورت مسئولہ کا حضرت فاضل مجیب دام اقبالہ نے نہایت ہی تحقیق جواب تحریر فرما کر اپنے موقف کو جزئیات فقہیہ کی روشنی میں بحسن وخوبی واضح فرمایا ہے،

محمد سلیم بریلوی، منظر اسلام بریلی شریف